مولانا حذیفہ وستانوی (جامعہ اکل کوا)

جمال حبیب کبریاء صلی اللہ علیہ وسلم

امام ترمذی نے اپنے سند متصل کے ساتھ حضرت براء ابن عاذب رضی اللہ عنہ کی وہ روایت ذکر کی جس میں حضرت براء ابن عاذب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ مبارکہ کو بیان کیا، فرماتے ہیں:

''حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میانہ قد تھے آپ کا سینہ مبارک وسیع تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال گنجان تھے جس کی درازی کان کی لو تک تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سرخ دھاری دار کپڑا زیب تن کیا ہوا تھا، میں نے آپ سے زیادہ حسین کبھی کوئی چیز نہیں دیکھی۔ براء ابن عاذبؓ کی اس بات کو حضرت حسان ابن ثابت رضی اللہ عنہ شاعرِ رسول اللہ نے ان الفاظ میں بیان کیا:

احسن منک لم تر قط عینی - و اجمل منک لم تلد النساء

خلقت مبرأ من کل عیب - کانک قد خلقت کما تشاء

امام طبریؒ نے نبی کریم ﷺ کے حسن و جمال اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حمیدہ کو اپنی مایا ناز تصنیف ''سیرۃ سید البشر'' میں ذکر ہیں کا ترجمہ حضرت مفتی محمود الحسن گنگوہیؒ نے کیا ہے جو مختصر اور اتنا جاندار ہے کہ خود بخود پڑھنے ہوئے آنکھوں میں آنسوں کی سری بندھ جاتی ہے تو آئے ہم اسی کو آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات اور حلیہ مبارک وغیرہ:

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم میانہ قد لوگوں میں تھے، نہ زیادہ دراز تھے، نہ ایسے پست قامت تھے کہ کوئی آنکھ آپ کی طرف سے اعراض کرکے دوسری کے طرف راغب ہو، بلکہ آپ متوسط قد والے تھے، دونوں کندھوں کے درمیان کا رنگ سفید تھا جس میں سرخی جھلکتی تھی، بعض نے کہا ہے کہ: اس میں بجائے سرخی کے سنہرا پن تھا، خالص سفید چونے کی طرح نہیں تھا، نہ بالکل گندمی تھا جس میں سانولا پن ہو۔ بال مبارک گھونگھریالے تھے، جب دراز ہوتے تو کانوں کی لو تک پہنچ جاتے، جب قصیر ہوتے تو کانوں کے نصف تک رہتے، سفیدی سر اور ریش مبارک میں بیس بالوں تک بھی نہیں پہنچی تھی۔ گردن مبارک گویا چمکدار صاف خوشنما چاندی یا ہاتھی دانت کی مورت تھی، چہرۂ انور روشن تھا چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا، تمام اعضاء نہایت معتدل اور مناسب تھے، سر مبارک اچھا بڑا تھا، بال گنجان تھے، سر کے بال اڑے نہیں تھے، چہرہ مبارک دبلا نہیں ہوا تھا، بل کہ ہمیشہ تر و تازہ اور بارونق رہا۔

آنکھوں کی سیاہی نہایت عمدہ اور تیز تھی، مژگان دراز تھیں، آواز میں قوت اور گرج تھی، گردن میں خوشنما درازی تھی، ریش مبارک گنجان تھی۔

خاموشی کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وقار طاری رہتا تھا، تکلم فرماتے رونق اور نور کا غلبہ ہو جاتا، دور سے دیکھو تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ بارونق اور جمیل۔ نزدیک سے دیکھو تو سب زیادہ شیریں اور حسین، بات میں رس اور مٹھاس تھی، بات بہت زود فہم درمیانہ درجہ کی اور صاف ہوتی تھی، نہ بالکل مختصر نہ زیادہ لمبی، الفاظ گویا کہ بیش بہا موتی ہیں جو ایک ایک کرکے پروئے ہوئے ہیں۔

پیشانی مبارک کشادہ، ابرو گنجان کشیدہ باریک، لیکن دونوں ابرو ملے ہوئے نہیں تھے، بل کہ ان کے درمیان ایک رگ تھی جو غصہ کی حالت میں ابھر آتی تھی۔ ناک بلندی مائل تھی، اس پر ایک شعلہ نما چمک تھی، اول وہلہ میں دیکھنے والا یہ سمجھتا تھا کہ آپ کی ناک ہی اتنی اونچی ہے۔

آنکھ کی پتلی خوب سیاہ تھی، دہن مبارک کشادہ تھا، دندان مبارک آبدار تھے، سامنے کے دانتوں میں قدرے کشادگی تھی، سینۂ مبارک سے ناف تک بالوں کی ایک باریک لکیر تھی جیسے تلوار کی دھار، سینہ اور شکم مبارک پر اس کے علاوہ بال نہیں تھے، کندھوں اور بازوؤں پر بال تھے۔

آپ جسیم تھے، اور بدن گھٹا ہوا تھا، آپ کا سینہ اور شکم دونوں ہموار تھے، چکنا اور صاف تھا، جوڑوں کی ہڈیاں بڑی اور مضبوط تھیں، جسم مبارک کا کھلا ہوا حصہ چمکدار تھا، سینہ فراخ تھا، کلائیاں دراز تھی، ہتھیلی کشادہ، ہاتھ اور پیر خوب گوشت سے پر تھے، انگلیاں اچھی لمبی تھی، قد مبارک بالکل سیدھا تھا، تلوے گہرے تھے، قدم چکنے اور صاف تھے، جن پر پانی کا کوئی قطرہ نہیں ٹھہرتا تھا، چلتے وقت قدم قوت سے اٹھاتے اور کسی قدر آگے کو جھوک کر تیزی اور نرمی سے چلتے تھے، چلتے وقت ایسا معلوم ہوتا کہ آپ کسی بلندی سے اتر رہے ہیں، کسی کی طرف متوجہ ہوتے تو پورے جسم سے متوجہ ہوتے آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت تھی جیسے مسہری کی گھنڈی ہو یا کبوتری کا بیضاء ہو، اس کا رنگ جسم مبارک ہی جیسا تھا، اس پر تل تھے، پسینہ مبارک ایسا تھا جیسے موتی، پسینہ مبارک کی خوشبوں مشکِ اذفر کی خوشبوں سے زیادہ نفیس تھا، آپ کے اوصاف بیان کرنے والا کہتا تھا کہ: میں نے آپ سے پہلے اور آپ کے بعد آپ جیسا شخص نہیں دیکھا صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں: میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حلۂ حمراء پہنے ہوئے دیکھا تو آپ سے زیادہ حسین میں نے کوئی شئی کبھی نہیں دیکھی۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی لا سے زیادہ نرم نہ کسی ریشم کو مس کیا نہ دیباج کو، اور آپ کی خوشبوں سے عمدہ کبھی کوئی خوشبو نہیں سونگھی، اور انہیں سے روایت ہی کہ: حضرت ابوبکرؓ جب آپ کو دیکھتے تو فرمایا کرتے تھے:

أمين مُصطفيٰ بالخير يدعو كضوء البدر زايله الظلام

ترجمہ: آپ امانت دار ہیں، چنیدہ ہیں، خیر کی دعوت دیتے ہیں، جیسے چودھویں رات کے چاند کی روشنی سے تاریکیاں دور ہو جاتی ہیں: حضرت ابوھریرہ سے مروی ہے کہ: حضرت عمرؓ، زھیر بن اُبی سلمٰی کا یہ شعر:

لو كنت من شئي سوى البشر كنت مضيء لیـلـة البـدر

ترجمہ: اگر آپ بشر کے علاوہ کوئی اور چیز ہوتے، بو چودھویں رات کو روشن کرنے والے ہوتے، پھر حضرت عمرؓ اور ان کے ہم مجلس کہتے کہ: یہ شان تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی، کسی اور کی نہیں تھی،

آپ کی شان میں آپ کے چچا ابو طالب کہتے ہیں:

وأبيض يستسقىٰ الغمام بوجهه ثمال اليتامىٰ عصمةٌ للأرامل

يطيف به الهلاک من آل هاشم فهم عنده في نعمـة و فضائل

ميزان حق لا يخيس شعيـرة و وِزان عدل وزنه غيـر عائل

ترجمہ: آپ خوشنما سفید رنگ والے ہیں، آپکی برکتوں سے پانی طلب کیا جاتا ہے، آپ یتیموں پر رحم کرنے والے اور بیواؤں کی حفاظت کرنے والے ہیں، آل ہاشم کے ہلاک ہونے والے لوگ آپ کے پاس آ کر ٹھہرتے ہیں، تو وہ آپ کے پاس خوش عیشی اور فضائل میں ہیں، آپ حق کی ترازو ہیں، ایک جو کی بھی کمی نہیں کرتے، اور انصاف کے ساتھ وزن کرنے والے ہیں، آپکا وزن کرنا ذرا بھی زیادتی نہیں کرتا، صلى الله عليه وعلى آله وازواجه وصحبه وسلم۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفاتِ معنویہ:

جس میں صحابہ کے ساتھ اخلاق کریمانہ گذران، خود اپنے متعلق اور صحابہ کے ساتھ برتاؤ، آپ کے بیٹھنے، عبادت کرنے، سونے، بات چیت کرنے، ہنسنے، کھانے پینے، لباس، خوشبو، سرمہ، کنگھا کرنے، مسواک کرنے، حجامت، خوش طبعی فرمانے کا ذکر ہے۔

حضرت عائشہ سے آپؐ کے خلق کے متعلق دریافت کیا گیا؟ تو جواب آپ کا خلق قرآن (پر عمل) تھا، جس سے قرآن ناراض اس سے آپ ناراض، جس سے قرآن راضی اس سے آپ راضی۔ آپ کا غصہ اور انتقام اپنے نفس کی خاطر نہیں ہوتا تھا، لیکن اللہ کے حرام کی ہوئی چیزوں کی ہتک ہوتی تو آپ اللہ کے لیے انتقام لیتے اور غصہ فرماتے، اور جب آپ غصہ فرماتے تو کوئی تاب نہیں لا سکتا تھا۔

آپکا سینہ مبارک سب سے زیادہ سخت اور گھمسان کی لڑائی کے وقت ہم آپ کی پناہ میں اپنا بچاؤ تلاش کیا کرتے تھے۔

سب سے زیادہ سخی اور جواد تھے کبھی آپ نے سوال کے جواب میں ''لا'' نہیں فرمایا، جود وسخا کا زیادہ زور ماہ

رمضان المبارک میں ہوتا تھا۔ دینارو درہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دولت خانہ میں رات کو گذارہ نہیں کر سکتے تھے، اگر کبھی کچھ بچ گیا اور لینے والا نہیں مل سکا اور اسی حالت میں رات ہوگئی، تو آپ شب باشی کے لیے دولت خانہ پر تشریف نہیں لاتے تھے۔ جب تک وہ بچا ہوا کسی حاجت مند کو دے کر فارغ البال نہ ہو جاتے۔

جو کچھ اللہ تعالیٰ آپ کو عطا فرماتے آپ اس میں صرف (سال بھر کے خرچ کے لیے) اتنی مقدار رکھا لیتے جو آپ کے لیے انتہائی ضرورت کی حالت میں کفایت کرتی، وہ بھی بہت معمولی درجہ کی چیز جیسے کھجور اور جو، اور باقی سب کا سب اللہ کی راہ میں صرف فرماتے، اور اپنی ذات کے لیے بطور ذخیرہ کچھ بھی نہ رکھتے تھے، پھر اپنے اہل کی بقدر حاجت روزی میں سے بھی ایثار فرماتے، حتی کہ بسا اوقات سال بھر گذرنے سے بھی پہلے ہی پہلے وہ ختم ہو کر احتیاج ہو جاتی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ سچے، سب سے زیادہ پابند عہد، باوفا، سب سے زیادہ نرم طبیعت تھے، آپ کا قبیلہ سب سے زیادہ باکرامت تھا (۳) آپ مخدوم ومطاع تھے کہ خدام خدمت کے متمنی اور اطاعت کیلئے بسر وچشم حاضر تھے

آپ ترش رو سخت مزاج نہیں تھے۔ آپ عظیم القدر اور معظم تھے، سب سے زیادہ حلیم تھے۔ پردہ نشین کنواری سے زیادہ باحیا تھے، کسی کی طرف نظر بھر کر نہیں دیکھتے تھے نیچی نگاہ رکھتے تھے، نظر مبارک زمین کی طرف زیادہ رہتی تھی، آسمان کی طرف کم اٹھتی تھی، عامۂ گوشۂ چشم سے جلدی سے دیکھنے کی عادت تھی۔

سب سے زیادہ متواضع، منکسر المزاج تھے، غنی، فقیر، شریف، ادنیٰ، حر، عبد، جو بھی دعوت پیش کرتا قبول فرمالیتے، فتح مکہ کے روز جب حضرت ابوبکرؓ اپنے والد کو قبول اسلام کے واسطے خدمت اقدس میں لے کر حاضر ہوئے، تو ارشاد فرمایا کہ: ’’ان بڑے میاں کو کیوں تکلیف دی! ان کو وہیں رہنے دیتے، میں خود ان کے مکان پر ان کے پاس چلا جاتا‘‘ جواب میں عرض کیا کہ: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں، اللہ کے رسول کی خدمت میں حاضر ہونے کی سعادت کے یہی زیادہ مستحق ہیں۔

آپ سب سے زیادہ رحم فرمانے والے تھے، پانی کا برتن شفقۃ بلّی کے لیے جھکا دیتے تھے، جب تک وہ سیراب نہ ہو جائے برتن ہٹاتے نہ تھے، عین نماز کی حالت میں کسی بچہ کی رونے آواز سنتے، اور اس کی ماں آپ کے پیچھے نماز میں ہوتی، تو آپ شفقۃ نماز میں تخفیف فرما دیتے۔

آپ ﷺ سب سے زیادہ عفیف تھے، اپنی منکوحہ، محرم، باندی کے علاوہ کسی عورت کو دست مبارک نے نہیں چھوا۔

اپنے اصحاب کا اکرام کرنے میں آپ سب سے بڑھے ہوئے تھے، کبھی کسی مجلس میں آپ کو کسی کی طرف پیر پھیلائے ہوئے نہیں دیکھا گیا، جب ان کے لیے جگہ میں تنگی ہو جاتی، تو آپ (سکڑ کر) ان کے لیے گنجائش نکال لیتے، آپ کے گھٹنے کبھی کسی ہم نشین کے گھٹنے سے آگے نہیں بڑھتے تھے۔ جو شخص اچانک آپ کو دیکھتا، تو غیر معمولی وقار کی وجہ سے ہیبت زدہ ہو جاتا، اور جو شخص میل جول کر کے آپ سے ربط پیدا کرتا، تو انتہائی کمالات ظاہرہ وباطنہ کی وجہ سے آپ

کا گرویدہ ہو جاتا۔

آپ کے رفقاءآ آپ کی صحبت میں آپ کے اردگرد جمع رہتے تھے اگر آپ کچھ فرماتے تو سب سننے کے لیے خاموش ہو جاتے، اگر کوئی حکم دیتے تو سب تعمیل کے لیے پھرتی کرتے۔آپ اپنے اصحاب کو چلتے وقت آگے بڑھا کر خود پیچھے ہو جاتے، جو بھی ملتا آپ ابتداء بالسلام فرماتے۔

فرمایا کرتے تھے کہ میری تعریف میں مبالغہ مت کرو، جیسا کہ حضرت عیسی ابن مریم علیہ السلام کی تعریف میں نصاری نے مبالغہ کیا، میں صرف بندہ ہوں لہذا مجھے اللہ کا بندہ ہی کہا کرو، آپ جس قدر اپنے گھر والوں کے خاطر تجمل فرماتے، تو اصحاب کے خاطر اسے زیادہ تجمل فرماتے، اور ارشاد فرمایا کرتے کہ "اللہ پاک اپنے بندے کی اس بات کو پسند فرماتے ہیں کہ جب اپنے بھائیوں سے ملاقات کے لیے نکلے، تو لباس وغیرہ ٹھیک کر کے تجمل کے ساتھ نکلتے"۔

ذ آپ نے اصحاب سے بےفکر اور بےخبر نہ رہتے، بل کہ انکو دیکھ بھال کرتے، اور ان کے حالات کی خیر وخبر دریافت فرمایا کرتے تھے، بیمار کی عیادت کرتے، مسافر کے لیے غائبانہ دعا فرماتے، مرنے والے پر انا للہ پڑھ کر دعا فرماتے، اور جس کو یہ خیال ہوتا کہ آپ جی میں اس سے کچھ ناراض ہیں، تو آپ خود فرماتے کہ:

"شاید فلاں شخص کسی بات کی وجہ سے ہم سے ناراض ہے، یا ہمارا قصور دیکھا ہے، چلو اس کے پاس ہو کر آئیں پھر آپ اس کے مکان پر تشریف لاتے آپ کبھی صحابہ کے باغوں میں تشریف لے جاتے اور جو شخص وہاں آپ کی ضیافت کرتا تو کچھ نوش بھی فرما لیتے"۔

آپ اہل عزت وشرف سے الفت رکھتے، اور اہل علم وفضل کا اکرام فرماتے تھے، اور پیشانی پر بل کسی سے بھی ناراض ہو کر نہیں ڈالتے تھے، اور درشتی وسخت گیری کا برتاو کسی کے ساتھ بھی نہیں کرتے تھے، بغیر پیشگی احسان کے کسی کی ثناء وتعریف کو قبول نہیں کرتے تھے، عذرخواں کے عذر کو قبول کر لیتے تھے، حق کے معاملہ میں آپ کے نزدیک، قوی ضعیف قریب، بعید سب یکساں تھے۔

آپ کسی کو اپنے پیچھے چلنے کے اجازت نہیں دیتے تھے، بل کہ اس کو بھی اپنے ساتھ سوار کر لیتے تھے، "یہ جگہ ملائکہ کیلئے چھوڑ دو" اور بحالت سواری کسی کو اپنے ہم رکاب پیدل چلنے کی بھی اجازت نہیں دیتے تھے، بل کہ اس کو بھی اپنے ساتھ سوار کر لیتے تھے، اگر وہ انکار کرتا تو فرماتے کہ: "جہاں جانا ہو مجھ سے آگے چلے جاؤ"۔

قُبا تشریف لے جانے کے لیے ننگی کمر حمار پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے، اور حضرت ابو ہریرہؓ آپ کے ساتھ تھے، تو ارشاد فرمایا کہ: "اچھا آجاؤ، تم بھی سوار ہو جاؤ" حضرت ابو ہریرہؓ میں کافی وزن تھا، چڑھنے کے لیے اچھلے مگر نہیں چڑھ سکے، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لپٹ گئے، جس سے دونوں گرے، پھر سوار ہوئے اور فرمایا کہ: "ابو ہریرہؓ! تمہیں بھی سوار کر لوں؟" عرض کیا، جیسے رائے عالی ہو، فرمایا کہ "اچھا چڑھ جاؤ" وہ نہیں چڑھ سکے بل کہ حضور کے ساتھ

لے کر گرے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر سوار کرنے کے لیے پوچھا؟ تو ابو ہریرہؓ نے عرض کیا کہ، اس ذات پاک کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، کہ تیسری دفعہ میں آپ کو نہیں گراؤں گا، لہٰذا اب سوار نہیں ہوتا۔

حضور اکرم ﷺ کے باندیاں غلام بھی تھے، مگر آپ لباس وطعام میں ان سے برتر ہو کر نہیں رہا کرتے تھے، اور جو بھی آپ کی خدمت کرتا آپ بھی اسکی خدمت فرماتے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے تقریباً دس برس آپ کی حدمت کی، خدا کی قسم سفر حضر جہاں بھی مجھے خدمت کا موقعہ ملا ہے تو جس قدر میں نے آپ کی خدمت کی آپ نے اس سے زیادہ میری خدمت کی ہے، اور مجھے کبھی اُف تک نہیں فرمایا، اور جو کام بھی میں نے کر لیا اس پر کبھی نہیں فرمایا کہ، ایسا کیوں کیا؟ اور جو کام میں نے نہیں کیا اس پر کبھی نہیں فرمایا کہ فلاں کام کیوں نہیں کیا؟

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر میں تھے ایک بکری پکانے کی تجویز ہوئی، ایک شخص نے کہا کہ اس کا ذبح کرنا میرے ذمہ ہے، دوسرا بولا کہ اس کی کھال کھینچنا میرے ذمہ تیسرے نے کہا اس کا پکانا میرے ذمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لکڑیاں اکھٹا کرنا میرے ذمہ آپ کے رفقاء نے عرض کیا کہ حضور یہ بھی ہم ہی آپ کی طرف سے کر لیں گے آپ نے فرمایا کہ ہاں مجھے معلوم ہے کہ تم میری طرف سے کر لوگے، لیکن مجھے یہ بات ناگوار ہے، میں اپنے رفیقوں سے امتیازی شان میں رہوں اور اللہ پاک کو بھی ناپسند ہے اپنے بندے کی یہ بات کہ وہ اپنے رفیقوں سے امتیازی شان میں رہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور خود لکڑیاں جمع فرمائیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر میں نماز کے لیے اترے اور مصلے کی طرف بڑھے پھر لوٹے، عرض کیا گیا کہ کہاں کا ارادہ فرمالیا ہے ارشاد فرمایا کہ اپنی اونٹنی کو باندھتا ہوں، عرض کیا کہ اتنے سے کام کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف فرمانے کی کیا ضرورت ہے، ہم خدام ہی اس کو باندھ دیں گے، ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص بھی دوسرے لوگوں سے مدد طلب نہ کرے، اگر چہ مسواک توڑنے میں ہو"۔

ایک روز آپ صحابہ کے ساتھ بیٹھے ہوے کھجوریں نوش فرمارہے تھے، کہ صہیبؓ آشوب چشم کی وجہ سے ایک آنکھ کو ڈھانکے ہوئے آگئے، سلام کر کے کھجوروں کی طرف جھکے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: "آنکھ تو دکھ رہی ہے اور شیرینی کھاتے ہو؟" عرض کیا کہ: یارسول اللہ! اپنی اچھی آنکھ کی طرف سے کھاتا ہوں، اس پر حضور کو ہنسی آگئی۔ ایک روز رطب نوش فرمارہے تھے، کہ حضرت علیؓ آگئے، ان کی آنکھ دکھ رہی تھی، وہ بھی کھانے کے لیے قریب ہو گئے، ارشاد فرمایا کہ: آشوب چشم کی حالت میں بھی شیرینی کھاؤ گے؟" وہ پیچھے ہٹ کر ایک طرف جا بیٹھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف دیکھا تو وہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھ رہے تھے، آپ نے ان کی طرف کھجور پھینک دی، پھر ایک اور پھر ایک، اور اسی طرح سات کھجوریں پھیکیں فرمایا کہ: "تم کو کافی ہیں، جو کھجور طاق عدد کے موافق

کھائی جائے وہ مضر نہیں''۔

ایک دفعہ حضرت ام سلمہؓ نے ثرید کا ایک پیالہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیۃً بھیجا، جب کہ آپ حضرت عائشہؓ کے پاس تشریف فرما تھے، حضرت عائشہ نے اس پھینک کر توڑ دیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کو پیالہ میں اکٹھا کرنے لگے: ''تمہاری ماں کو غیرت آگئی غیرت آگئی''۔

ایک دفعہ رات کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیبیوں کو قصہ سنایا، ایک نے ان سے کہا کہ: یہ ایسی بات ہے جیسی خرافہ کی بات! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جانتی بھی ہو خرافہ کیا تھا؟ خرافہ قبیلۂ عذرہ کا آدمی تھا، زمانہ جاہلیت میں جنات نے اسے قید کرلیا تھا، وہ زمانہ دراز تک ان میں رہا، پھر وہ اسے انسانوں میں چھوڑ گئے تھے، اور جو کچھ عجائبات اس نے وہاں دیکھے تھے وہ لوگوں سے بیان کیا کرتا، تو لوگ کہا کرتے کہ: یہ تو خرافہ کی بات ہے''۔

جب آپ دولت خانہ میں تشریف لے جاتے تو وہاں کے وقت کو تین حصوں میں تقسیم فرما دیتے، ایک حصہ اللہ کی عبادت کے لیے، ایک حصہ: اپنے نفس کے لیے، ایک حصہ: اپنے اہل کے لیے، پھر جو حصہ اپنے نفس کے لیے تجویز فرماتے، اس کو اور لوگوں کے درمیان تقسیم فرما دیتے، اور خواص کے ذریعہ سے اس وقت میں عوام کی حاجات پوری فرماتے۔

جو وقت آپ نے امت کے لیے تجویز فرمایا تھا، اس میں آپ کا طریقہ یہ تھا کہ: (ان آنے والوں میں) اہل فضل کو (حاضری کی اجازت میں) ترجیح دیتے تھے، اور جس قدر دین کے اعتبار سے کسی کو فضیلت ہوتی اسی قدر اس پر وقت بھی زیادہ صرف فرماتے، کسی کی ایک حاجت، کسی کے دو، کسی کی زائد، آپ ان میں لگے رہتے، اور دیگر صحابہؓ کو بھی مشغول فرما لیتے، اور حوائج پورا کرنے کی ہدایت دیتے، اور تدبیریں بیان فرماتے رہتے، اور ارشاد فرماتے کہ: ''جو حاضر ہے وہ غائب تک پہنچا دے، اور ایسے لوگوں کی حاجات مجھ تک پہنچا دو جو خود نہیں پہنچا سکتے، تو اللہ پاک قیامت کے روز اس کو ثابت قدم رکھیں گے'' اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اسی قسم کی چیزوں کا ذکر ہوتا تھا'' اور اس کے علاوہ دوسری باتیں وہاں قبول نہ ہوتی تھیں۔

لوگ طلبِ علم کے لیے خدمتِ اقدس میں حاضر ہوتے، اور ایک عجیب ذوق لے کر نکلتے، دوسروں کے لیے دلیلِ خیر اور ہادی بن کر نکلتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ میں الفت پیدا فرماتے تھے، نفرت سے بچاتے تھے، قوم کے ہر کریم کا اکرام فرماتے، اور اسی کو ان پر والی بناتے تھے، قوم کے بہترین افراد کو آپ سے زیادہ قرب ہوتا تھا، آپ کے نزدیک افضل وہ تھا عام خیر خواہی اور نصیحت کرتا، آپ کے نزدیک بڑا رتبہ اس کا تھا جو مواساۃ اور بہتر طریق پر کرتا۔

آپ کی نشست خواست بغیر ذکر الٰہی کے نہیں ہوتی تھی، جب آپ کسی مجلس میں تشریف لے جاتے تو کنارۂ مجلس ہی بیٹھ جاتے، صدرِ مقام پر پہنچنے کی کوشش نہ فرماتے، اور آپ کے حسنِ معاشرہ کی بنا پر ہر شریکِ مجلس یہ سمجھتا تھا

کہ میرا اکرام سب سے زیادہ فرمایا ہے۔

جب کوئی شخص خدمتِ اقدس میں حاضر ہو بیٹھتا، تو جب تک وہ خود نہ اٹھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ اٹھتے، لا یہ کہ کوئی جلدی کا کام درپیش ہو، ت اس سے اجازت لیتے، کسی سے کوئی ایسا برتاؤ نا فرماتے جو اس کے لیے باعثِ گرانی ہوں۔

کبھی کسی خادم کو نہیں مارا، نہ کسی عورت کو مارا، بل کہ کسی کو بھی علاوہ جہاد کے نہیں مارا۔

آپ صلہ رحمی فرماتے، مگر اس سے افضل واعلی پر ترجیح نہیں دیتے۔

برائی کا بدلہ بھی برائی سے نہ دیتے، بل کہ معاف اور درگزر فرماتے تھے۔

بیماروں کی عیادت فرماتے، مساکین سے محبت اور مجالست رکھتے تھے، ان کے جنازوں میں شریک ہوتے، کسی کو فقر کی وجہ سے حقیر نہیں سمجھتے تھے، کسی بادشاہ سے بادشاہت کی بنا پر مرعوب نہیں ہوتے تھے۔

نعمتِ خداوندی کی تعظیم فرماتے تھے، اگر چہ وہ کم ہو اور کسی طرح اس کی مذمت روادار نہیں تھے۔

پڑوسی کے حق کی حفاظت فرماتے، مہمان کا اکرام کرتے، اور اکرام کی خاطر اپنی چادر اس کے لیے بچھا دیتے جس مرضعہ نے آپ کو دودھ پلایا تھا ایک روز وہ آگئی تو آپ نے اپنی چادر اس کے لیے بچھائی اور مرحبا کہہ کر، اس پر اس کو بٹھایا۔

سب سے زیادہ تبسم فرماتے، اور سب سے زیادہ بشاش اور ہنس مکھ رہتے حالاں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم متواصل الاحزان دائم الفکر تھے، آپ جو وقت بھی گذرتا، اللہ کے کسی عمل میں گذرتا، یا اپنی حوائج ضروریہ میں یا اپنے اہل کی ضروریات میں۔ جب بھی آپ کو دو چیز کو اختیار دیا گیا تو آپ نے امت پر شفقت ورحم کی خاطر ہلکی اور آسان چیز کو اختیار فرمایا البتہ قطع رحمی سے حد درجہ اجتناب فرمایا۔

آپ اپنی جوتی خود گانٹھ لیتے اور اپنے کپڑے میں پیوند بھی خود ہی لگا لیتے گھر کے معمولی چھوٹے کام بھی کر لیتے گوشت بھی سب کے ساتھ بیٹھ کر کاٹ لیتے تھے گھوڑے خچر گدھے پر سوار بھی ہو جاتے، اپنے پیچھے اپنے اور کو بھی بٹھا لیتے، اپنے گھوڑے کا منہ اپنی آستین اور چادر کے پلے سے پونچھ لیتے۔ لاٹھی پر ٹیک لگاتے اور ارشاد فرماتے کہ: ''لاٹھی پر ٹیک لگانا اخلاقِ انبیاء میں سے ہے''، بکریاں بھی چراتے اور فرماتے کہ: ''ہر نبی نے بکریاں چرائی ہیں''۔

نبوت عطا ہونے کے بعد آپ نے اپنا عقیقہ بھی کیا، اور اپنے گھر کے کسی بچہ کے عقیقہ کو ترک نہیں کیا، پیدائش سے ساتویں روز بچے کا سر مونڈتے اور اس کے بالوں کے برابر چاندی صدقہ کرنے کو فرمایا کرتے تھے۔

فال نیک کو آپ پسند فرماتے تھے، اور بدفالی کو ناپسند اور ارشاد فرماتے کہ،، ہم میں سے ہر شخص اپنے جی میں بدفالی کا اثر پاتا ہے لیکن اللہ تعالی توکل کی برکت سے اسکو کھو دیتے ہیں۔ جب آپ کو کوئی پسندیدہ چیز پیش آتی تو فرماتے: الحمد للہ رب العلمین اور جب ناگوار چیز پیش آتی تو فرماتے: ''الحمد اللہ علی کل حال''۔

اور جب کھانا بعد فراغت آپ کے سامنے سے اٹھایا جاتا ہے، تو فرماتے: الحمد للہ الذی اطعمنا و

سقانا و جعلنا مسلمین ،اور یہ فرمانا بھی منقول ہے:''الحمد للہ حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ غیر مُکْفّیٍ و لا مودعٍ ولا مستغنًی عنه ربّنا''۔

جب آپ کو چھینک آتی ،تو آواز پست فرماتے ،اور ہاتھ یا کپڑے سے چہرۂ مبارک کو چھپا لیتے ،اور ''الحمدللہ'' فرماتے۔

آپ کی نشست اکثر قبلہ رو ہوتی ،اور جب مجلس میں تشریف رکھتے تو دونوں گھٹنے کھڑے کر کے اس طرح بیٹھتے کہ ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ میں ڈال کر گویاں رانوں میں اور گھٹنوں کو باندھ دیا ہے، ذکر زیادہ کرتے ،بے فائدہ بات نہ فرماتے ،نماز طویل اور خطبہ مختصر فرماتے ،ایک ایک مجلس میں سو سو مرتبہ استغفار پڑھتے ۔شروع شب میں سو جاتے ، پھر آخیر شب میں قیام فرماتے ،پھر وتر پڑھتے ،اور اپنے بستر پر تشریف لاتے ،پھر جب اذان سنتے فوراً اٹھتے ، اگر غسل کی ضرورت ہوتی تو غسل فرماتے ،ورنہ وضو کر کے نماز کے لیے تشریف لے جاتے ،نماز نفل بھی کھڑے ہو کر پڑھتے اور کبھی بیٹھ کر بھی پڑھی ہے۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات سے پہلے اکثر بیٹھ کر نماز پڑھی ہے۔اور آپ کے اندرون سے نماز کی حالت میں رونے کی وجہ سے ایسی آواز سنائی دیتی تھی' جیسی ہانڈی کے جوش مارنے کی آواز۔

پیر اور جمعرات کو روزہ رکھا کرتے تھے ۔اور ہر مہینے میں تین دن روزہ رکھتے تھے،اور یوم عاشورہ یعنی دس محرم کا روزہ رکھتے اور جمعہ کو کم افطار فرماتے ،اور آپ کے روزوں کی کثرت شعبان میں ہوتی تھی۔

آپ کی آنکھیں سویا کرتی تھی اور قلب مبارک انتظار وحی میں جاگتا رہتا تھا،سوتے وقت سانس کی آواز ہوتی تھی،خراٹے نہیں لیتے تھے، جب خواب میں ناگوار چیز دیکھتے تو فرماتے:''ھو اللہ لا شریک لہ ''۔جب سونے کے لیے لیٹتے تو داہنی ہتھیلی رخسار کے نیچے رکھتے اور پڑھتے ''رب قنی عذابک یوم تبعث عبادک''اور یہ بھی پڑھتے:''اللھم باسمک اموت احیا ''اور جب بیدار ہوتے تو پڑھتے:''الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا و الیه النشور''۔

جب گفتگو فرماتے تو نہایت واضح کلام فرماتے' یہاں تک کہ پاس بیٹھنے والا اس کو یاد کر لیتا،اور بات کو تین دفعہ فرماتے تاکہ پورے طور پر سمجھ میں آجائے ،زبان مبارک کو محفوظ رکھتے ، بلا حاجت کلام نہ کرتے اور کلام فرماتے تو جوامع الکلم فرماتے ،آپ کا کلام فصل ہوتا تھا،جس میں نہ مقصود سے زیادتی ہوتی نہ کمی،کبھی بطور مثال کے کوئی شعر بھی پڑھتے ،یہ شعر بھی پڑھتے: ☆وَيَأْتِيکَ بِالْاَخْبَارِ مَنْ لَمْ تُزَوِّدِ☆

ترجمہ: عنقریب ظاہر کردے گا تیرے زمانہ اگر تو جاہل ہے،اور لے وہ شخص جس کو تو نے توشہ نہیں دیا۔

اس کے علاوہ اور بھی شعر آپ نے پڑھا ہے۔

آپ کی ہنسی عام طور پر مسکراہٹ کی صورت سے ہوتی تھی، اور کسی عجیب چیز کی وجہ سے آپ کو ہنسی بھی آ گئی اور دندان مبارک ظاہر ہو گئے، مگر کھل کھلا کر قہقہ کی طرح آپ نہیں ہنستے تھے۔

کبھی کسی کھانے کا آپ نے عیب نہیں بیان فرمایا، رغبت ہوئی تو نوش فرمالیا، ورنہ نہیں۔ آپ تکیہ لگا کر کھانا نوش نہیں فرماتے تھے، نہ خوان پر نوش فرماتے تھے، کسی مباح (جائز) چیز سے بلا وجہ انکار نہ فرماتے تھے، ہدیہ نوش فرماتے اس کی مکافات (بدلہ دینا) فرماتے، صدقہ نوش نہیں فرماتے تھے، کھانے پینے میں کوئی خاص اہتمام نہیں فرماتے، جو مل جاتا نوش فرمالیتے، کھجور مل جاتی وہی نوش فرمالیتے، روٹی ملتی، گوشت ملتا، وہی نوش فرمالیتے، دودھ ملتا تو اسی پر اکتفا فرمالیتے، چپاتی تو وفات تک نوش نہیں فرمائی۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے اور جو کی روٹی بھی سیر ہو کر نوش نہیں فرمائی، آپ کے گھر والوں پر مہینہ اور دو مہینہ کا عرصہ گذر جاتا اور آپ کے کسی گھر میں آگ تک جلنے کی نوبت نہ آتی، ان کا گذران کھجور اور پانی پر تھا۔

بھوک کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھ لیتے تھے، حالانکہ اللہ جل جلالہ وعم نوالہ نے روئے زمین کے خزانوں کی کنجیاں آپ کو عطا فرمائیں، مگر آپ نے ان کے قبول کرنے انکار کر دیا، اور ان کے مقابلہ میں آخرت کو اختیار فرمایا۔

آپ حضرت عائشہؓ کے پاس تشریف لاتے تو دریافت فرماتے کہ: "کچھ کھانے کو ہے؟" وہ عرض کرتیں کہ: کچھ نہیں، تو آپ فرماتے کہ: "اچھا میرا روزہ ہے" ایک روز تشریف لائے تو حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ: یا رسول اللہ! ہمارے پاس تو ایک ہدیہ آیا ہے، آپ نے فرمایا کہ: "کیا ہے" عرض کیا کہ حَیس (کھجور، ستو، اور گھی سے تیار شدہ ایک قسم کا کھانا) ہے، ارشاد فرمایا کہ: "میں تو روزہ کی نیت کر لی تھی"، حضرت عائشہ فرماتی ہیں: پھر آپؐ نے نوش فرمایا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روٹی سرکہ سے بھی نوش فرمائی، اور فرمایا: "سرکہ بڑا اچھا سالن ہے"۔ آپ نے مرغی اور تیتر کا گوشت بھی نوش فرمایا، لوکی رغبت سے نوش فرماتے تھے، بکری کا بونگ (بکری کے دست گوشت) کا گوشت بھی مرغوب تھا، اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ: بہترین گوشت، کمر کا گوشت ہے"۔ ارشاد فرمایا کہ:

"روغن زیتون کھاؤ اور اسے مالش میں بھی استعمال کرو یہ شجرۂ مبارکہ سے نکلا ہے"۔ آپ کو کھرچن بھی مرغوب تھی، آپ تین انگلیوں سے کھانا کھاتے اور ان کو چاٹ بھی لیتے۔

حضرت سلمی رضی اللہ عنہا زوجہ ابی رافع سے روایت ہے کہ حضرت حسن اور ابن عباس اور ابن جعفر (رضی اللہ عنہم) ان کے پاس آئے اور فرمائش کی کہ: ہمارے لیے ایسا کھانا تیار کرو جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مرغوب تھا اور خوش ہو کر اسے نوش فرمایا کرتے تھے، وہ کہنے لگیں کہ: بیٹھو، وہ کھانا آج ہمیں مرغوب نہیں۔ انہوں نے کہا کہ: نہیں ضرور تیار کرو، چناں چہ وہ اٹھی اور جو پیس کر ہانڈی میں ڈالدئے اور اوپر سے کچھ روغن زیتون ڈال دیا، اور سیاہ مرچ اور لونگ

کوٹ کراس پر چھڑک دی، اور سامنے لاکر رکھ دیا، اور کہا: یہ کھانا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مرغوب تھا اور خوش ہو کر نوش فرمایا کرتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کی روٹی خشک کھجور سے نوش فرمائی، اور فرمایا: ''یہ (یعنی کھجور) اس کا سالن ہے'' اور تربوز تر کھجور سے اور ککڑی تر کھجور سے اور ہارہ مکھن سے، اور آپ کو شیرنی وشہد مرغوب تھا۔

آپ پانی بیٹھ کر پیا کرتے، اور بسا اوقات کھڑے ہو کر پیا اور آپ پینے کے درمیان پانی کے برتن کو تین بار منہ سے جدا کر کے سانس لیتے اور جب چاہتے کہ بچا ہوا پانی صحابہ کو عنایت فرمادے، تو اپنی داہنی جانب سے ابتدا فرماتے)

آپ ﷺ نے دودھ پیا اور ارشاد فرمایا: ''جب اللہ کسی کو کوئی کھانا عطاء فرماوے تو اس طرح دعا فرمائے: اللهم بارک لنا فيه واطعمنا خيرا منه، اور جس کو اللہ تعالیٰ دودھ پیلائے وہ اس طرح دعا کرے: اللهم بارک لنا فيه وزدنا منه، اور فرمایا کہ: دودھ کے علاوہ کوئی چیز کھانے اور پینے دونوں کے قائم مقام نہیں ہوتی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم صوف کا لباس بھی استعمال فرماتے، اور پیوند لگی ہوئی جوتی بھی پہن لیتے تھے لباس میں کوئی خاص اہتمام نہیں فرماتے، جو مل جاتا پہن لیتے، کبھی پرانی چھوٹی چادر، کبھی یمانی سبز سرخ چادر، کبھی صوف کا جبہ، سبتی (سبتی جوتہ: بغیر بالوں کے چمڑے کا جوتہ) جوتہ پہنتے تھے، اور اسی میں وضو بھی کر لیتے آپ کے جوتوں میں جو تسمے تھے، پہلا وہ شخص جس نے جوتے میں گرہ لگائی حضرت عثمانؓ ہیں یمنی چادر آپ کو زیادہ پسند تھی جس میں سفید سرخی ہوتی تھی کپڑوں میں کرتہ زیادہ پسند تھا۔

جب کوئی نیا کپڑا استعمال فرماتے تو اس کا نام: عمامہ یا کرتہ یا چادر، یہ دعا پڑھتے: اللهم لک الحمد كما البسته، اسألک خيره و خير ما صنع له، و اعوذ بک من شره و شر ما صنع له۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سبز دھاری کا کپڑا بھی پسند تھا، آپ کو یہ بات بھی پسند تھی کہ آپ کے کرتہ کی گھنڈی (گریبان کا بٹن)، کھلی رہے، کبھی محض صوف کا کمبل آپ نے اوڑھا اور اس میں نماز پڑھی' اور لنگی باندھ کر بغیر کسی دوسرے کپڑے کے آپ نے نماز پڑھی، اور لنگی اس طرح باندھی کہ اس کے دونوں کنارے اپنے دونوں کندھوں کے درمیان باندھ لیے۔

عمامہ کے نیچے آپ ٹوپی بھی پہنتے، اور کبھی صرف ٹوپی پہنتے بغیر عمامہ کے، اور کبھی صرف عمامہ استعمال کرتے بغیر ٹوپی کے۔ لڑائی کے موقعہ پر کانوں والی ٹوپی استعمال فرماتے، کبھی اس ٹوپی کو اتار کر سامنے رکھتے اور سترہ بنا کر نماز پڑھتے' کبھی بلا ٹوپی بلا عمامہ بلا چادر پیدل چل کر مدینہ منورہ کے آخری حصہ تک جا کر بیماروں کی عیادت کرتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عمامہ باندھتے اور شملہ دونوں کندھوں کے درمیان چھوڑتے تھے' حضرت علیؓ فرماتے ہیں میرے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمامہ باندھا اور اس کا شملہ میرے کندھوں پر چھوڑا، اور فرمایا کہ (عمامہ مسلمانوں اور کافروں کے

درمیان فرق کرنے والا ہے''۔ جمعہ کے روز آپ عمامہ باندھتے اور سرخ دھاری والی چادر اوڑھتے تھے۔

آپ ﷺ چاندی کی انگوٹھی پہنتے، اور اس کا نگ بھی چاندی کا تھا اس کا نقش ''محمد رسول اللہ'' تھا، یہ انگوٹھی داہنے ہاتھ کی چھوٹی انگلی میں ہوتی تھی کبھی بائیں ہاتھ میں بھی پہنتے تھے، اس کا نگ ہتھیلی کی طرف ہوتا تھا۔

آپ کو خوشبو مرغوب تھی، بدبو سے نفرت تھی، فرمایا کرتے تھے کہ: ''اللہ تعالی نے میری لذت عورتوں اور خوشبو میں رکھ دی ہے، اور میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں بنادی''۔ غالیہ اور مشک کی خوشبو استعمال فرمایا کرتے حتی کہ اس کی چمک سر مبارک میں مانگ کی جگہ محسوس ہوا کرتی تھی، عود بھی سلگایا کرتے اور اس پر کافور بھی ڈالتے تھے، شب تاریک میں خوشبو کی مہک کی وجہ سے پہچان لیے جاتے تھے۔

اِثمد کا سرمہ استعمال فرمایا کرتے تھے ہر شب تین تین سلائی ہر آنکھ میں لگاتے، کبھی تین داہنی آنکھ میں اور دو بائی میں، روزہ کی حالت میں بھی سرمہ لگایا ہے، اور فرمایا کرتے تھے کہ اثمد کا سرمہ لگایا کرو، وہ بینائی کو جلا دیتا ہے اور بالوں کو اگاتا ہے''۔ سر اور ریش مبارک میں تیل کثرت سے لگاتے، اور کنگھا تیسرے روز کرتے، کنگھا کرنے، جوتا پہننے، پاکی حاصل کرنے بل کہ تمام کام داہنی جانب سے شروع کرنے کی کو پسند فرماتے۔

آئینہ بھی دیکھا کرتے، کبھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں پیالہ میں پانی رکھا ہوتا تو اس میں دیکھ کر بالوں کو درست فرماں لیتے۔ سفر میں یہ چیزیں ہمیشہ ساتھ رہتی تھیں: تیل کی شیشی، سرمہ دانی، آئینہ، کنگھا قینچی، مسواک، سوئی، تاگہ۔ اپنے کپڑے بھی سی لیتے اور اپنی جوتی بھی گانٹھ لیتے۔ اراک کے مسواک کرتے، جب نیند سے اٹھتے تو دہن مبارک کو مسواک سے صاف کرتے، رات میں تین مرتبہ مسواک کرتے: سونے سے پہلے، سو کر، اٹھ کر، نماز فجر کیے لیے نکلتے وقت۔

دونوں کندھوں کے درمیان (اور گردن کی دونوں جانب) دو رگوں میں آپ نے پچھنے بھی لگوائے (فاسد خوان نکلوانا) بحالتِ احرام پشت پا پر موضع مَلَل (مدینہ طیبہ سے ۲۸ میل دور مکہ معظمہ کے راستہ پر ایک جگہ) میں بھی پچھنے لگوائے ہیں، ۱۷/۱۹/۲۱/ تاریخ کو پچھنے لگواتے تھے۔

آپ خوش طبعی بھی فرمایا کرتے تھے مگر بات سچی ہی فرمایا کرتے ایک روز ام سلیم کے پاس تشریف لائے ان کا ایک بیٹا ابوطلحہ سے تھا، اس کا نغیر (نغیر ایک قسم کا چھوٹا پرندہ) مرگیا تھا، آپ نے فرمایا: یا أبا عمیر! ما فعل النغیر؟ اے ابوعمیر! کیا کیا لال چڑیا نے؟

ایک عورت خدمت اقدس میں حاضر ہوئی، اور عرض کیا کہ: یارسول اللہ مجھے سواری کے لیے ایک اونٹ دے دیجئے، فرمایا کہ: ''اونٹنی کا بچہ تجھکو سواری کے لیے دوں گا'' اس نے کہا کہ: وہ تو مجھے اٹھا بھی نہیں سکے گا! آپ فرمایا کہ: ''میں تجھے سواری کے لیے اونٹنی کا بچہ ہی دوں گا'' (اس نے کہا: وہ تو مجھے اٹھا بھی نہیں سکے گا! پھر لوگوں نے اسے کہا

کہ: اونٹ اونٹنی کا بچہ ہی تو ہوتا ہے)۔

ایک عورت آئی اور عرض کیا کہ: حضور! میرا خاوند بیمار ہے اور آپ کی زیارت کو تڑپ رہا ہے، آپ نے فرمایا کہ: ''تیرا شوہر وہی ہے نا، جس کی آنکھ میں سفیدی ہے!''۔ عورت واپس آئی اور شوہر کی آنکھ کھول کر دیکھنے لگی، شوہر نے پوچھا: کیا دیکھتی ہے؟ اس نے کہا کہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خبر دی ہے کہ تیرے شوہر کی آنکھ میں سفیدی ہے، اس پر شوہر نے کہا کہ: ناس گئی! سفیدی تو سب کی آنکھ میں ہوتی ہے۔

ایک عورت آئی اور عرض کیا کہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے جنت میں بھیجے، ارشاد فرمایا: ''اے ام فلاں! جنت بوڑھی عورتوں کی جگہ نہیں وہاں کوئی بڑھیا نہیں جائے گی، وہ عورت روتی ہوئی واپس ہونے لگی، تو ارشاد فرمایا کہ: ''اسے کہہ دو یہ بڑھاپے کی حالت میں جنت نہیں جائے گی، اللہ پاک نے فرمایا کہ: ہم نے ان کو نئی پیدائش عطا کی، اور ان کو کنواری محبوبہ ہم عمر بنا دیا ہے اصحاب یمین کے لیے''۔ (سورۂ واقعہ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک دفعہ دوڑی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے آگے نکل گئے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے کندھے پر مار کر فرمایا کہ: ''یہ اس کا بدل کا بدل ہو گیا''۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بازار میں تشریف لاتے ایک شخص کی پشت کی طرف سے، جس کا نام زاہر تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے محبت فرماتے تھے، آپؐ نے دونوں ہاتھ اس کی دونوں آنکھوں پر رکھ لیے اور اس نے نہیں پہچانا کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، یہاں تک کہ آپ نے فرمایا: کوئی ہے جو اس غلام کو خرید لے؟'' وہ اپنی کمر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے لگا اور کہنے لگا کہ: حضور، آپ مجھے نکما (سستا اور کم قیمت) پائیں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: لیکن تو اپنے خدا کے نزدیک تو نکما نہیں ہے''۔

حضور ﷺ نے حضرت حسین کو بچوں کے ساتھ گلی میں دیکھا، آپ ﷺ آگے بڑھے تو حضرت حسینؓ ادھر ادھر بھاگنے لگے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کو ہنساتے تھے یہاں تک کہ ان کو پکڑ لیا، اور ایک ہاتھ ان کی ٹھوڑی کے نیچے رکھا، دوسرا ان کے سر کے اوپر حضور اکرم ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے جاتے، اور لڑکیاں ان کے پاس کھیلتی ہوتیں، جب وہ آپ کو دیکھتیں تو ادھر ادھر متفرق (جدا جدا ہو جاتیں) ہو جاتیں، پھر آپ ان کو گھیر کر ان کے پاس بھیجتے۔

ایک روز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا گڑیوں سے کھیل رہی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: ''عائشہ کیا ہے؟'' کہنے لگیں کہ: یہ حضرت سلیمانؑ بن داودؑ کا گھوڑا ہے، آپ کو ہنسی آگئی اور دروازہ کا رُخ کیا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جھپٹیں اور آپ کو لپٹ گئیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حمیرا کیا بات؟ عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہو جائیں، دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میری اگلی پچھلی سب خطائیں معاف فرمادے آپؐ نے

دونوں ہاتھ اٹھائے اس طرح کہ بغل کی سفیدی نظر آنے لگی، اور دعا کی: ''اللھم اغفر لعائشة بنت ابی بکر مغفرة ظاهرة و باطنة لا تغادر ذنبا و لا تکسب بعدها خطیة و لا اثما'' اور ارشاد فرمایا: ''عائشہ خوش ہوگئی؟'' عرض کیا: جی ہاں اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، آپؐ نے فرمایا کہ: ''اس پاک ذات کی قسم جس نے مجھے حق دے کر بھیجا ہے، میں نے اس دعا کے ساتھ تجھے خاص نہیں کیا اپنی امت میں سے، بلکہ میری تو رات دن اپنی امت کے لیے یہ دعا ہے، گزشتہ لوگوں کے لیے بھی، موجودہ کے لیے بھی، آئندہ قیامت تک آنے والوں کے لیے بھی، میں ان کے لیے دعا کرتا ہوں اور فرشتے میری دعا پر (آمین) کہتے''۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین اور سید المرسلین تھے، اللہ پاک نے آپ کو علم الاولین عطا فرمایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مناقب کا تمام عالم میں کوئی احاطہ نہیں کرسکتا۔

صلی الله علیه وسلم وعلی آله واصحابه اجمعین صلوة دائمة الی یوم الدین ، آمین ۔

یہ تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارکہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ وکریمہ رب ذوالجلال کی قسم اس زمین کے اور اس نیلگو آسمان کے سایہ میں آدم علیہ الصلاۃ والسلام سے لے کر آج تک بل کہ قیامت تک نہ کوئی آپ کا سا حسین پیدا ہوا ہے اور نہ پیدا ہوگا اور نہ آپ کا سا خلیق ہی سراپا اخلاق حمیدہ کا مجسم نہ پیدا ہوا اور نہ ہوگا ان بد باطنوں کے پروپیگنڈے سے کیا ہوگا قرآن اعلان کرچکا ہے: انا کفینا ک المستهزئین کہیں قرآن نے کہا'' فسیکفیکهم الله '' اللہ ضرور ان مردودوں سے نمٹے گا اور انہیں دنیا اور آخرت مین عذاب الیم سے دوچار کرے گا اور قرآن کوئی انسانی کتاب نہیں بل کہ آسمانی اور خدائی کتاب ہے جب اللہ نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کفالت لے لی تو اب کیا باقی رہ گیا اور جب اللہ وعدہ کرچکا تو'' ان الله لا تخلف المیعاد '' اس میں شک کی گنجائش ہی نہ رہی قرآن چونکہ ایسی ذات کی کتاب ہے جو علام الغیوب اور عنده مفاتیح الغیب کی حامل صفات ذات کے طرف سے نازل ہوا لہذا اللہ اپنے علم غیب کی بنیاد پر پہلے مسلمانوں کو اہل کتاب و مشرکین جانب دیں کے بارے میں کثرت دل آزار کا معاملہ درپیش ہونے کا اعلان کردیا اور وہ سچ ثابت ہوا قرآن نے اعلان کیا: لتبلئن فی اموالکم و انفسکم ولتسمعن من الذین اوتوا لکتاب من قبلکم و من الذین اشر کو ا ذا کثیرا ۔ کہ تم اہل کتاب و مشرکین سے کثرت سے دل آزاری کی باتیں سنتے رہو گے اور یہ سب کچھ ہو ہی رہا ہے مگر اللہ کا بڑا احسان و شکر ہے ہمارے مسلمان بھائیوں نے اپنے زندہ ہونے کا ثبوت اس موقعہ پر فراہم کیا اور ڈٹ کر اس کے خلاف سینہ سپر ہوچکے ہیں امید ہے کہ امت میں اس واقعہ سے ایک انقلاب برپا ہوگا علامہ اقبال نے بالکل ٹھیک کہا

خدا تجھے کسی طوفان سے آشنا کردے

اللہ ہم دست بدعا ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور آپ کے عشق کو ہمارے رگ وریشے میں

سرایت کردے اور ہم آپ کے طریقے اور نام پہ اپنا سب کچھ مٹا دینے کو سعادت اور نیک بختی سمجھیں ایسی توفیق مرحمت فرمائے اور ہمیں اس شعر کا سچا مصداق بنا دیں جو علامہ حسین احمد رحمت اللہ علیہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کہا فرمائیں۔

دمکتا رہے تیرے روضے کا منظر سلامت رہے تیرے روضے کی جالی
ہمیں بھی عطا ہو وہ شوق ابو ذرؓ ہمیں بھی عطا ہو وہ جذبۂ بلالیؓ

اور نبی کا ایسا عشق عطا کر جیسا ظفر علی خاں نے کہا۔

دیار یثرب میں گھومتا ہوں نبی کی دہلیز چومتا ہوں
شراب عشق پی کر جھومتا رہوں رہے سلامت پلانے والا

اے اللہ ہمیں وہ عشق عطا کر جو شیخ الہند کو عطا کیا شیخ عشق میں مست ہو کر جنت کو خطاب کر کے کہتے تھے۔

تجھ میں حور و قصور رہتے ہیں میں نے مانا ضرور رہتے ہیں
میرے دل کا طواف کر جنت میرے دل میں حضور رہتے ہیں

اب میں کہاں کہاں تک جمال مصطفیٰ اخلاق مجتبیٰ عشاق مرتضیٰ کی مدح خوانی کو بیان کروں اب میں ان اشعار پر اپنے قلم کو بادل ناخواستہ روکتا جو ایک عربی شاعر نے چالیس ہزار اشعار حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کہنے کے بعد کہے اور ایک اردو شاعر نے اس کا ترجمہ کیا شاعر کہتا ہے۔

تھکی ہے فکر رساں، مدح باقی ہے قلم ہے آبلہ پا، مدح باقی ہے
ورق تمام ہوا، مدح باقی ہے اور عمر تمام لکھا، مدح باقی ہے

"اللھم صل وسلم دائما ابدا علی حبیبک خیر الخلق کلھم"

ماہنامہ "الشریعہ" گوجرانوالہ کی

خصوصی اشاعت

بیاد: **ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ**

(نامور اہل علم، معاصرین، تلامذہ اور متعلقین کے قلم سے عصر حاضر کے ایک جید عالم اور محقق کے احوال و خدمات و افکار و تحقیقات کا تذکرہ)

صفحات تقریباً 600۔ ہدیہ (بشمول رجسٹرڈ ڈاک خرچ)-/200 روپے

برائے رابطہ: ناظم ترسیل، ماہنامہ الشریعہ، جامع مسجد شیرانوالہ باغ، گوجرانوالہ (0306-6426001)